سامنے والی عمارت دو منزلہ ہے۔ نیچے اور اوپر کئی فلیٹ بنے ہیں۔ اوپر کی منزل کے ایک فلیٹ کی بالکنی کے ایک کونے میں ایک بوڑھا اور بڑھیا ہیں۔ صبح، شام جب بھی نظر اس طرف اٹھتی ہے، وہ دونوں یونہی آمنے سامنے اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ بوڑھے کے ہاتھ میں اخبار ہوتا ہے، وہ کبھی پڑھتا ہے اور کبھی پڑھتے پڑھتے اونگھ جاتا ہے۔ بڑھیا بالکنی کی ریلنگ کے سہارے بیٹھی خالی خالی نظروں سے بستی کو تکے جاتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے مگر شاید کچھ نہیں دیکھتی، سنتی ہے پر کچھ نہیں سنتی۔ دونوں کی عمر کیا ہے، اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ بڑھاپے کی جس منزل میں وہ ہیں، وہاں سالوں کا حساب اور عمر کا سوال بے معنی ہو جاتا ہے۔ ان کے چہروں کی کیفیت میں یکسانیت اور ٹھہراؤ ہے۔ کبھی ان میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ نہ غم نہ خوشی، نہ لاگ نہ لگاؤ۔ کسی جذبے کی ہلکی سی پرچھائیں کا تک وہاں گذر نہیں۔ یہ چہرے کسی سے کچھ نہیں کہتے۔ وہ دونوں ہماری آپ کی بے حد مصروف پرشور اور ہنگامہ خیز زندگی کے درمیان رہتے ہوئے بھی

ہر چیز سے بے تعلق دکھائی دیتے ہیں۔انھیں دیکھ کر کبھی کبھی ایک چھوٹے سے سنسان ٹاپو کا احساس ہوتا ہے جو سمندر کے پھیلے ہوئے طوفانی سینے پر جما ہوا ہے۔لہریں دندناتی، شور مچاتی اور جھاگ اڑاتی آتی ہیں اور اس کے کناروں سے سر ٹکرا کر لوٹ جاتی ہیں مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا اور نہ اس کی سنسان خاموشی میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

اس فلیٹ میں بھی عمارت کے دوسرے فلیٹوں کی طرح دو کمرے ہیں، کچن اور باتھ روم ہیں۔ پیچھے اور سامنے برآمدہ ہے۔ ایک طرف آگے کو نکلی ہوئی چھجے دار چھوٹی سی بالکنی ہے۔ فلیٹ کافی آرام دہ ہے، بجلی، پانی، پنکھا، فریج ہر چیز موجود ہے۔ دوسرے فلیٹوں میں تنگی کا احساس ہوتا ہے۔لوگ زیادہ ہیں یا بے ضرورت گھومتے پھرتے ہیں لیکن اس فلیٹ میں وسعت کا احساس ہوتا ہے۔ بوڑھے اور بوڑھی کی دنیا کمروں سے بھی بے تعلق ہے۔ انکا وجود بس چھوٹی سی بالکنی سے وابستہ ہے۔ کمرے سنسان اور بے کار پڑے ہیں۔

گھر میں دو نوکر ہیں، ایک عورت اور ایک مرد، وہ بھی عام نوکروں سے مختلف ہیں۔ مالک اور مالکن کے ہم زاد لگتے ہیں۔ عورت کمروں میں جھاڑو دیتی ہے، فرش صاف کرتی ہے، کپڑے دھوتی ہے اور برتن مانجھتی ہے۔ مرد بازار جاتا ہے، پھل، ترکاری اور ضرورت کی چیزیں خرید لاتا ہے، کھانا پکاتا ہے۔عورت کام ختم کر کے بستی سے دور اپنے گھر چلی جاتی ہے اور مرد پچھلے برآمدے میں لیٹ جاتا ہے۔گھر کا کام چپ چاپ نمٹ جاتا ہے۔ ہر کام وقت پر ہو جاتا ہے۔ نہ بک بک نہ جھک جھک۔ عام گھروں کی طرح نوکروں کے پیچھے نہ کوئی سر کھپاتا ہے نہ انھیں بار بار آواز دیتا ہے۔

بالکنی میں کرسیوں کے پاس ہی ایک ہی چھوٹی سی میز رکھی ہوئی ہے۔ اس پر دواؤں کی بوتلیں پانی کا گلاس، جگ، پھلوں کی پلیٹ اور بسکٹوں کا ڈبا دھرا ہے۔ایک کونے میں ریڈیو رکھا ہے۔ دونوں شاید اونچا سنتے ہیں۔اس لیے جب بھی ریڈیو بجتا ہے تو آواز بہت اونچی ہوتی ہے۔ سارا محلّہ انھیں کے ریڈیو سے خبریں سنتا ہے۔ کرکٹ کے سیزن میں کمنٹری سنی جاتی ہے۔ ریڈیو ان کے لیے بولتا ہوا اخبار ہے۔گانے اور دوسرے پروگرام سے انھیں کوئی دلچسپی نہیں۔ سامنے کی دیوار پر ایک بڑی گھڑی لٹکی ہوئی ہے۔جس کا پنڈولم جھولتا رہتا ہے۔اور ہر آدھے گھنٹے بعد وقت کا اعلان کرتا ہے۔ٹن، ٹن، ٹن،۔